ظہورِ مہدی سے متعلق حدیث "سیعوذ عائذ" کا تحقیقی و تطبیقی جائزہ
تصنیف: المحقق الکبیر سید شریف حسن التہامی الیمانی دامت برکاتہم
ترجمہ: ڈاکٹر عمر منصور
کیا حدیث کی پیشن گوئی پوری ہو چکی ہے؟

فہرست مضامین

مصنف کا تعارف:

ابو عبداللہ محمد بن عبدہ بن صلاح شیخ ہیں، جن کا تعلق یمن کے ایک علاقے "عزلۃ الحوادل" کی ایک بستی "کرعہ" سے ہے، جو تہامہ میں ہے۔

واضح رہے کہ یمن کی اصطلاح میں عبدہ سے مراد عبداللہ ہوتا ہے، اس لیے یمن میں جہاں کسی کا نام "عبدہ" ہو، تو اسے "عبداللہ" کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

آپ کا سلسلۂ نسب حجاز کے سادات سے ملتا ہے، آپ کی پیدائش ۲۸ جمادی الاولی ۱۳۹۲ھ/۹فروری ۱۹۷۲کو بروز اتوار مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام آمنہ بن عائش بن اسماعیل شیخ ہے۔ ۱۹۹۰ء میں جنگِ خلیج کے ہنگامے میں آپ اپنے خاندان سمیت حرمین سے نکلے، یمن کے علاقے "حدیدہ" میں امامت وخطابت کی ذمہ داری سنبھالی۔

آپ نے سیکنڈری تک تعلیم مکہ مکرمہ میں ہی حاصل کی، قرآن کریم بچپن میں حفظ کیا، علوم شرعیہ حرم مکہ میں حاصل کیے، مکہ کی ایک مسجد میں امامت کے منصب پر بھی رہے۔

بعض حلقوں میں تدریس کی ذمہ داری بھی ادا کی۔ یمن کے ایک تعلیمی ادارے میں بھی کچھ عرصہ تدریس کی۔ شیخ مقبل کے زمانے میں "دماج" کے دارالحدیث میں کئی سال تک افادہ اور استفادہ کرتے رہے۔

علاماتِ قیامت، فتنوں اور آخری زمانے کی جنگوں کے متعلق احادیث کے ساتھ آپ کو خصوصی شغف تھا، اس فن میں آپ کو مہارت حاصل تھی۔ اس کے بعد آپ حرمین شریفین واپس لوٹے اور کچھ عرصے بعد گرفتار ہوگئے۔

حضرت امام مہدی کی شخصیت کے بارے میں ان بہت ساری صفات کا (جن کا تذکرہ احادیث میں وارد ہوا ہے) آپ کی ذات میں موجودگی کی وجہ سے سعودی حکومت آپ سے خوف زدہ ہوئی اور دوبارہ آپ کو گرفتار کرنے کی کوشش کی، لیکن آپ یمن چلے آئے، جب کہ آپ کے خاندان کے سو ۱۰۰ کے قریب افراد کو گرفتار کیا گیا، جن میں ۳۰ بچے اور خواتین تھیں اور ۷۰ ستر آپ کے گھر والے، دوست، رشتہ دار وغیرہ تھے، ان میں آپ کے والد بھی تھے، جن کی عمر ۸۰ سال کے قریب تھی، جو اپنے گھر والوں کی کثیر تعداد کی گرفتاری کا صدمہ برداشت نہ کر سکے اور انتقال کر گئے۔[1]

ان افراد کی رہائی ۸ آٹھ سال کے بعد ممکن ہو سکی۔ (اس کی تفصیل مشہور ڈاکومنٹری فلم "جوار الحرم" میں دیکھی جا سکتی ہے، جس میں ابو عبد اللہ کے خاندان کے مختلف افراد کے انٹرویو ہیں اور یوٹیوب پر دستیاب ہے۔ اس فلم کا اردو ترجمہ زیر اشاعت ہے۔)

دعوت کے عمل میں آپ بہت سرگرم ہے، آپ "حرکتہ انصار المہدی" کے عہدیداروں میں سے ہے۔ فتنوں کے باب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت کچھ فتوحات اور الہامات سے بھی آپ کو اچھا خاصا حصہ عطائے ربانی میں ملا ہے۔[2]

---

[1] امام مہدی کے صفات اور عصرِ حاضر میں ان کی تطبیق کے بارے میں "حرکتہ انصار المہدی" یوٹیوب، واٹس ایپ اور فیس بک" ملاحظہ فرمائیں۔

[2] مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: دجال کعبہ کا طواف کرتے ہوئے۔

مصنف کے علمی خدمات:

۱۔ محمد بن عبد اللہ المہدی المجدد القادم

۲۔ المہدی من عترتی

۳۔ خطبہ لیدخلوا المسجد کما دخلوہ اول مرۃ

۴۔ النبوات المستقبلیۃ

۵۔ شرح حدیث ستصالحون الروم

۶۔ ہل یعرف المہدی نفسہ قبل الظہور ام لا؟

۷۔ محمد بن عبد اللہ والیقین

۸۔ فقہ التحولات والمتغیرات

۹۔ ارہاصات المہدویات

یہ کتابیں اور ان کے علاوہ اس موضوع سے متعلق دیگر علمی اور تحقیقی تصانیف، محاضرات اور لیکچرز کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

حرکۃ انصار المہدی (یوٹیوب، فیس بک، واٹس ایپ پر)

بابِ اول:

یکم محرم سن ۱۴۰۰ھ / بمطابق ۱۹۷۹ء کو حرم شریف میں پیش آنے والا جہیمان واقعہ اور اسلامی دنیا پر اس کے اثرات

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی مہدی کے ظہور سے پہلے ایک اور شخص مہدویت کا دعویٰ کرے گا، مگر تاریخِ اسلامی کے مختلف ادوار میں کئے گئے مہدویت کے غیر حقیقی دعوؤں کے برعکس یہ دعویٰ کعبہ اور بیت اللہ کے پاس ہوگا، مگر مسلمانوں کی باقاعدہ حکومت موجود ہونے کی وجہ سے اور مسلح کاروائی کی بناء پر یہ شخص غیر حقیقی مہدی ہوگا اور اس کو مارنے کے بعد عربوں کی ہلاکت میں جانا بہت جلد ہوگا۔

حدیثِ مبارک کا عصرِ حاضر کے تناظر میں مطالعہ کیا جائے اور آج سے تقریباً پہلے " ۳۹ "انتالیس سالہ قبل ۲۰ نومبر ۱۹۷۹ء / یکم محرم ۱۴۰۰ھ کو نمازِ فجر میں وقوع پذیر ہونے والے واقعہ پر نظر دوڑائی جائے، تو مسلم شریف کی حدیث اور ابو نعیم کی کتاب الفتن میں ایک سند کے ساتھ مروی ہے۔

باب اول:

یکم محرم سن ۱۴۰۰ھ / بمطابق ۱۹۷۹ء کو حرم شریف میں پیش آنے والا جہیمان واقعہ اور اسلامی دنیا پر اس کے اثرات

تمہید: گذشتہ ۷۰ء ستر کی دھائی میں حرمین شریفین کی سرزمین پر موجودہ حاکم خاندان نے چند افعال سرانجام دینے شروع کیے جس میں لوگوں کے اخلاقی اور فکری فساد سرفہرست تھی۔

اس فساد کو دیکھتے ہوئے سعودی عرب میں جہیمان نامی شخص اس کے مخالف آواز بلند کر کے کھڑا ہو گیا۔ جس کے نتیجے میں سعودی عرب میں سیکورٹی صورتحال ابتر ہو گئی اور حالات بگڑ گئے۔

حالات کی کشیدگی قحطانی نامی شخص کی مہدی بنانے سے آئی اور اس بارے میں سعودی عرب کے علمائے کرام نے فتاویٰ صادر کیے، کہ جن لوگوں نے حرم میں کاروائی کی ہے ان کے خلاف حرم شریف میں خونریزی اور قتل وغارت شروع کی جائے اور اس کے لیے منافقانہ اندازِ بیان اور غلط اسلوب کو اختیار کیا گیا۔

مگر اس کے بعد سے اب ایک بار پھر دوبارہ آل سعود اپنے فساد کی طرف لوٹ کر واپس چلے گئے۔

"امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کے ساتھ جہیمان اور قحطانی کا تعلق"

روئے زمین پر سب سے پاکیزہ اور بہترین حصہ یقینا "بلاد الحرمین یعنی مکہ اور مدینہ" ہے۔

نبی کریم ﷺ کی دعوت اور آپ ﷺ کوششوں کا مقصد صرف اور صرف "اللہ تعالیٰ" کے اس ارشاد کی تکمیل کے لیے تھا:

"وطهر بيتي ترجمہ: میرے گھر کو پاک کرو(یعنی شرک اور کفر سے)"

اور یہ مقصد اس وقت مکمل ہو گیا جب یہ آیت نازل ہوئی:

"انما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام" ترجمہ: مشرکین تو نجس ہے لہذا وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے نزدیک نہ ہو۔

جہیمان تحریک کے اسباب:

لیکن اسلام دوبارہ اس طرح غریب اور اجنبی ہو گیا، جس طرح پہلے غریب اور اجنبی تھا۔ اس وجہ سے بیت الحرام اور کعبہ کو نجد اور ریاض کے حکمرانوں جسے حدیث میں "قرن الشیطان" کہہ کر ذکر کیا گیا ہے، جاہلیت کے اس دور میں سرزمینِ حرم کو گناہوں کی نجاست سے ناپاک کیا گیا۔

ان خلافِ شرع امور کو دیکھتے ہوئے "جہیمان بن سیف العتیبی" نے ۱۴۰۰ھ یکم محرم کو علمِ بغاوت بلند کر کے آلِ سعود کی نجاست سے سرزمینِ حرم کو پاک کرنے کا تہیہ کر لیا۔

اور اس کے لیے محمد بن عبداللہ القحطانی کے ہاتھوں رکن یمانی اور مقامِ ابراہیم کے درمیان مہدی ہونے کا بیعت کیا گیا اس طرح وہ حرم مکی میں پہلا "عائذ" یعنی دین کی حفاظت کے لیے پناہ لینے والا بن گیا۔

مگر یہ تحریک ناکام کا شکار ہوئی کیونکہ احادیثِ مبارکہ میں مہدیٔ موعود کے لیے ذکر کی گئی شرائط، صفاتِ شخصیہ، حالات وغیرہ مکمل نہیں تھی۔

جہیمان تحریک کی ناکامی اور عالمِ اسلام پر اس کے اثرات:

تاہم سعودی عرب کے علماء اور حکام پر ان کی ذمہ لاگو ہوتی تھی، جب کہ اس صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے جنگی رخ کو اختیار کیا گیا اور علماء، آل سعود کے حکام اور جہیمان کی تحریک تینوں حرم شریف میں جنگی کاروائیوں کے مرتکب ہو کر کعبہ میں الحاد کا عظیم جرم کیا۔

احادیث کی تصحیح و تغلیظ کا معاصر فتنہ:

اس کے بعد سرزمینِ حرم میں فساد کے اس رخ کو دوسرے اسلامی شہروں میں دینی لبادے کی صورت میں منتقل کر دیا گیا، لیکن اس بار یہ جراثیمی ثقافت احادیث کے تصحیح و تطبیق میں غلو اور اسے قبول نہ کرنے کے انداز میں تھا۔

حدیث مبارک میں فرمایا کہ حرم میں الحاد اور خونریزی کے بعد عربوں کی ہلاکت کا سوال نہ کرو کہ وہ کتنی جلدی ہوگا۔

ظہورِ مہدی اور جہیمان تحریک میں ربط:

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں جہیمان اور قحطانی کی تحریک اور حرم میں الحاد ظہورِ مہدی حقیقی کی ایک علامت شمار ہوتی ہے، جس کے ہاتھ مبارک پر دنیا بھر میں فتنوں کا روک تھام ہوگا۔

تکوینی طور پر آل سعود کو انذار اور ڈرانے کی مہلت کے بعد اب نفاق کے چادر سے ان کے حقیقی چہرے کو چاک کرنے کا وقت آن پہنچا ہے اور اب امام مہدی کے ظہور کا زمانہ قریب معلوم ہوتا ہے۔

جو روئے زمین کے ظلم و ناانصافی کو اپنے عدل و انصاف کے ذریعے بھر دے گا۔

مہدی حقیقی اور مہدئ غیر حقیقی میں فرق اور ہماری ذمہ داری:

عن تبيع، قال: «سيعوذ بمكة عائذ فيقتل، ثم يمكث الناس برهة من دهرهم، ثم يعوذ عائذ آخر، فإن أدركته فلا تغزونه، فإنه جيش الخسف»

ترجمہ: تبیع رحمہ اللہ نے فرمایا: مکہ مکرمہ میں ایک پناہ لینے والا آئے گا، مگر بہت جلد قتل ہو جائے گا، پھر لوگ ایک زمانے تک انتظار کریں گے، اس کے بعد ایک دوسرا شخص پناہ لینے والا آئے گا، اے مخاطب! اگر تو اسے پالیں، تو اس کے خلاف لشکر کشی مت کر، کیونکہ یہ زمین میں دھنسنے والا لشکر ہو گا۔ "رواہ نعیم بن حماد، ج۱ص۳۲۷، رقم:۹۳۵۔

مہدئ غیر حقیقی کی پہچان:

عن أرطاة: يخرج رجل من قحطان مثقوب الأذنين، على سيرة المهدي، بقاؤه عشرين سنة، ثم يموت قتلا بالسلاح، ثم يخرج رجل من أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم مهدي حسن السيرة، يفتح مدينة قيصر، وهو آخر أمير من أمة محمد صلى الله عليه وسلم، ثم يخرج في زمانه الدجال، وينزل في زمانه عيسى ابن مريم عليه السلام»

ترجمہ: ارطاۃ رحمہ اللہ نے فرمایا: قحطان (یمن) سے ایک آدمی نکلے گا، جس کے دونوں کانوں میں سوراخ ہوں گے، مہدئ حقیقی کی سیرت والا آدمی ہو گا، اس کے زندگی بیس ۲۰ سال ہو گی، پھر اسلحہ سے مارا جائے گا، پھر اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے اہل بیت سے مہدی نکلیں گے، جو اچھے سیرت والا ہو گا، اور قیصرِ روم کے شہر کو فتح کرے گا۔ اور امتِ محمدیہ ﷺ کی امراء میں یہ آخری امیر ہو گا۔ پھر اس کے

دور میں دجال نکلے گا اور اسی دور میں عیسی بن مریم علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ رواہ نعیم بن حماد، ج ا ص ۴۰۲، رقم: ۱۲۱۴۔

مہدیٔ غیر حقیقی کا ظہور اور سعودی شاہی خاندان کے فسادات:

۱۴۰۰ھ/۱۹۷۹ سے پہلے شاہی خاندان آل سعود نے ارضِ حرمین پر کچھ ایسے افعال کا ارتکاب شروع کیا، جن سے اسلامی تعلیمات کا لبادہ اٹھنے اور دینی اخلاقیات کا لباس نکلنے کی تیاری معلوم ہوتی ہے، ان افعال کو دیکھتے ہوئے ان حکام کے بدترین چہرے کی عکاسی ہوتی تھی، معاشرے میں لوگوں کے اخلاقی فساد کے لیے فسق وفجور کے اعمال عام کرنے اور فکری فساد عام کرنے کے لیے سینماؤں کی افتتاح سرفہرست تھی، جب کہ حکام اپنی خواہش پرستی کی طرف لوگوں کو مائل کرنے کی کوشش میں تھے جیسا کہ باری تعالی کا ارشاد ہے(وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا) ترجمہ: اور جو لوگ شہوتوں کی پیروی کرتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ان کی طرف لوگ خوب مائل ہو جائیں۔

"سعودی عرب کے موجودہ بتوں کو تھوڑنے کا واقعہ جس کے تکمیل کے لیے "جہیمان" اور اس کی جماعت نے یوں تیاری کی کہ پہلے پہل کاروباری دکانوں میں موجود گڑیوں وغیرہ غیر شرعی امور کے تھوڑا۔

پھر جہیمان بن سیف العتیبی اپنے سالے محمد بن عبداللہ القحطانی کے ساتھ مل کر حرم شریف میں نکلنے اور حرمِ مکی میں باقاعدہ بیعت کا اعلان کرنے کے عزم کیا، جب کہ قحطانی کی عمر اس وقت ۲۵ پچیس سال تھی۔

محمد بن عبداللہ القحطانی سے سعودی ٹی وی کی انٹرویو:

تمہارا کیانام ہے؟ میرا نام سعید بن عبداللہ القحطانی ہے۔ یہ تصویر کس کی ہے؟ یہ میرے حقیقی بھائی محمد بن عبداللہ القحطانی کی ہے۔

اس کی عمر کتنی تھی؟ ۲۵ سال۔ وہ مجھ سے عمر میں چھوٹا تھا۔ تمہاری عمر کتنی ہے؟ میری عمر ۲۹ سال ہے۔

جہیمان تحریک کی ناکامی کی اہم وجہ:

انہوں نے حرمِ مکی میں پناہ لی اور قحطانی کو مہدی بنا کر پیش کیا، مگر اس تحریک کی بنیادی کمزوری وقت سے پہلے کاروائی اور عجلت اور جلد بازی میں تمام امور کو طے کرنا تھی۔

اس تحریک کی ناکامی کی وجوہات میں ظہورِ مہدی کے لیے علاماتِ زمانیہ، علاماتِ مکانیہ اور علاماتِ شخصیہ کی رعایت نہیں برتی گئی، اگرچہ فی نفسہ ظہورِ مہدی ایک حق اور سچ حقیقت ہے۔

جہیمان تحریک کا عالم اسلام پر اثر:

ظہورِ مہدی سے پہلے پوری دنیا جنگ اور فتنے عام ہو جائیں گے ، کاروبار اور تجارتیں کساد بازاری کا شکار ہو جائیں گی اور راستے بند ہونا شروع ہو جائیں گے اور خلیفہ کے موت کے بعد اس کی بیعت کی جائے گی۔

حقیقی مہدی کی پہچان کی علامت:

«یکون اختلاف عند موت خلیفة، فیخرج رجل من أهل المدینة هاربا إلی مكة، فیأتیه ناس من أهل مكة فیخرجونه وهو كاره، فیبایعونه بین الركن والمقام»

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خلیفہ کے موت کے موت اختلاف ہو جائے گا اس دوران اہلِ مدینہ میں سے ایک آدمی مکہ کی طرف بھاگتا ہوا چلا جائے گا، اس کے پاس مکہ مکرمہ کے لوگ آکر اس کے نا چاہتے ہوئے رکن یمانی اور مقامِ ابراہیم کے درمیان نکالیں گے اور اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ (سنن ابی داؤد، رقم:۴۲۸۶، ج۴ ص۱۰۷)

امام مہدی کا ظہور جزیرۃ العرب میں تین بادشاہوں کا آپس میں حکومت پر لڑنے کے بعد ہوگا۔ جب کہ مشرق سے سیاہ جھنڈوں کے آنے کے بعد ہی ظہور ہوگا۔

«یقتتل عند كنزكم ثلاثة، كلهم ابن خلیفة، ثم لا یصیر إلی واحد منهم، ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق، فیقتلونكم قتلا لم یقتله قوم» – ثم ذكر شیئا لا أحفظه فقال – فإذا رأیتموه فبایعوه ولو حبوا علی الثلج، فإنه خلیفة الله المهدي "

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے خزانے پر تین لوگ باہمی لڑیں گے، یہ تینوں شاہی خاندان میں سے ہوں گے، پھر یہ بادشاہت ان میں کسی کو بھی نہیں ملے گی، پھر مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے نکلیں گی اور اس طرح لڑیں گی

کہ کسی قوم نے بھی اس طرح لڑائی نہیں کی ہو گی، پھر روئے زمین پر "خلیفۃ اللہ" یعنی امام مہدی آئیں گے، جب تم اس کے بارے میں سنو، تو اس کے پاس آؤ اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرو، کیونکہ یہی "خلیفۃ اللہ" یعنی امام مہدی ہوں گے۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب المہدی، رقم: ۴۰۸۴، ج ۲ ص ۱۳۶۷)

مہدئ غیر حقیقی اور مذکورہ احادیث پر عمل نہ کرنے کا وبال:

جہیمان اور اس کے پیروکاروں نے ان احادیث نہ صرف پڑھا تھا بلکہ ان احادیث کو خوب غور و خوض کر کے علمائے کرام سے تحقیق بھی کرائی تھی بلکہ ان احادیث پر اس وجہ سے عمل نہیں کیا، کیونکہ اس زمانے کے بعض محدثین کے نزدیک چونکہ یہ احادیث صحت کے درجہ تک نہیں پہنچے لہذا ان احادیث پر عمل کرنا درست نہیں۔

جہیمان تحریک اور تلاشِ مہدی میں غلطی:

جہیمان العتیبی فتن اور مہدی سے متعلق اپنے کتاب میں لکھتا ہے:

یہ بات جاننی ضروری ہے کہ مہدی، دجال اور ملاحم کے بارے میں لکھی گئی کتابوں میں صحیح اور ضعیف احادیث کے درمیان فرق کیے بغیر یوں ہی سب کے سب احادیث اکھٹے جمع کیے گئے ہیں، جب کہ ان احادیث میں بیان کی گئی واقعات کی ترتیب بھی غیر مرتب ہے، اس وجہ سے ہم نے اس کام کی ترتیب کے لیے اپنی مقدور بھر کوشش کی اور آٹھ سال کا عرصہ اس محنت میں صرف کیا ہے۔ (الفتن و أخبار المہدی، ص ۲۲)

ان روایات کے بارے میں آٹھ سال کا طویل عرصہ صرف کرنے کے باوجود ان کی حقیقت تک رسائی حاصل نہ کر سکے اور صبح وشام تگ ودو کے باوجود ان احادیث کی تہہ تک پہنچنے سے عاجز رہے۔

جہیمان تحریک اور تکوینی معاملہ:

ان کے پاس ایک رسالہ لکھ کر بھیجا گیا، جس میں ان روایات کے بارے میں مختلف ائمہ حدیث کی آراء درج تھی، جن کی تحقیق ان روایات کے بارے میں صحت کی تھی، جن میں علامہ ابن کثیرؒ، علامہ ابن حجرؒ اور علامہ بوصیریؒ سر فہرست تھے، یہ رسالہ جب لکھ جہیمان کے پاس پہنچا، تو اس وقت حرم میں داخل ہو چکے تھے، مگر در حقیقت تقدیر ازلی اپنا کام کر چکی تھی اور نبی کریم ﷺ کی حدیث کا مصداق سامنے آنا تھا:

عن سعيد بن سمعان، قال: سمعت أبا هريرة، يخبر أبا قتادة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "يبايع لرجل ما بين الركن والمقام، ولن يستحل البيت إلا أهله، فإذا استحلوه فلا تسأل عن هلكة العرب

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان ایک آدمی کی بیعت کی جائے گی، اس دوران بیت اللہ کی بے حرمتی اپنے ہی لوگوں کے ہاتھوں سرزد ہو گا، جب حرم کے رہنے والے بیت اللہ کی بے حرمتی کرے، تو تمام عرب کی جلد از جلد ہلاکت کے بارے میں نا پوچھنا، کہ عرب کتنی جلد ہلاک ہوں گے یعنی ان کی ہلاکت میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ رواہ احمد، مسند ابی ہریرۃ، رقم: ۷۹۱۰، ج۱۳ص۲۸۹۔

حرم شریف میں جہیمان واقعہ اور سعودی حکومت کا کردار:

اس حدیث کی روشنی میں اگر دیکھا جائے، تو جہیمان کے واقعے کے بعد نہ تو امریکی افواج نے حرم پر یلغار بول دیا اور نہ ہی روس اور اسرائیل و ایران نے، بلکہ اپنے ہی لوگوں نے کئی طرح سے حرم شریف کی بے حرمتی کی۔

پہلے تو سعودی حکمرانوں نے جہیمان اور اس جیسے نظریہ رکھنے والے لوگوں کو حرم شریف میں تجاوز کرنے پر ابھار دیا۔ پھر اس کے بعد سعودی حکومت نے ان لوگوں سے چھٹکارا پانے کے لیے حرم شریف میں قتل و قتال شروع کی، جس کے جواب میں جہیمان اور اس کے پیروکاروں نے بھی جوابی کاروائی کا آغاز کر دیا، اس طرح حرم شریف میں لڑائی کا بازار گرم ہو گیا۔

سعودی کردار پر معروف ٹی پروگرام سعد الفقیہ کا تبصرہ:

سوال: حرم شریف میں یہ عمل درست تھا؟ سعودی حکومت کے پاس یہ اختیار موجود تھا کہ وہ مشائخ کے ذریعے جہیمان اور ان کے پیروکاروں کو اسی طرح قائع کرتے، جس طرح خوارج کو حضرت ابن عباسؓ نے دعوت دے کر لڑائی سے واپس کیا تھا۔

جواب: ہاں یہ بات درست ہے، کیونکہ ان لوگوں کا اپنے مشائخ کے ساتھ اعتقاد تھا اور ان کی دعوت کو قبول کر لیتے، اگر یہ بات ان سے ہو جاتی۔

اس عظیم کاروائی اور حرم شریف میں قتل و قتال کا بازار گرم کرنے سے تو یہ کیا بہتر نہ تھا؟ کہ دروازہ کھول کر جو لوگ لڑائی سے واپسی کے لیے تیار تھے ان سے قتال نہ کیا جاتا۔

جہیمان تحریک کی سب سے بڑی غلطی: حرم میں مسلح کاروائی:

دوسری بڑی غلطی جہیمان اور اس کے پیروکاروں نے اسلحے کے ساتھ داخل ہوتے ہوئے کی، جب سرزمینِ حرم میں سیاسی اور اخلاقی فساد کے ختم کرنے کے لیے فکری فساد کا سہارا لیا، اس کی مثال اس ڈاکٹر اور طبیب کی طرح ہے، جو زکام کا علاج کرتے ہوئے مریض کو جذام کا مریض بنادے۔

جہیمان تحریک کے لوگوں کا حرم میں اسلحہ لے جا کر قتال کا ماحول بنانا ایک ایسا سوال ہے، جس کا تشفی طلب جواب اس تحریک کے لوگوں کے پاس نہیں تھا۔

مہدیٔ حقیقی کی پہنچان کی علامت "غیر مسلح بیعت:

شاید حرم شریف میں جہیمان اور محمد بن عبداللہ القحطانی کے جو لوگ موجود ہے، ان کے بارے میں امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں سیدہ عائشہؓ سے روایت نقل کیا ہے:

عن يوسف بن ماهك، أخبرني عبد الله بن صفوان، عن أم المؤمنين، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: «سيعوذ بهذا البيت - يعني الكعبة - قوم ليست لهم منعة، ولا عدد ولا عدة، يبعث إليهم جيش، حتى إذا كانوا ببيداء من الأرض خسف بهم»

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس گھر یعنی بیت اللہ شریف میں چند ایسے لوگ پناہ لینے کے لیے آئیں گے جن کے پاس نہ تو دفاعی ہتھیار ہوں گے اور نہ ہی خاطر خواہ تعداد اور نہ ہی پہلے سے باقاعدہ کوئی تیاری۔ ان کے خلاف ایک لشکر بھیجا جائے گا، جب وہ لشکر مدینہ کے قریب "بیداء" نامی جگہ تک پہنچ جائے گی تو زمین

میں دھنس جائے گی۔

در حقیقت جہیمان واقعے میں اخلاقی فساد کے ساتھ ساتھ ثقافی فساد کا عنصر بھی ایسا نمایاں تھا، جو آج تک موجود ہے۔

جہیمان تحریک اور حرم میں الحاد پر سعودی علماء کا کردار:

اس وقت تک ظاہری علماء کا مجموعہ جو "هيئة كبار العلماء" کہلاتا تھا، جن میں ابن باز اور ابن عثیمین کے علاوہ دیگر کئی لوگ شامل تھے، انہوں نے جہیمان اور اس کے پیروکاروں کو خود ہی علم سکھایا، در حقیقت حرم میں آئے ہوئے لوگوں صرف اور صرف ان ہی کے شاگرد تھے، مگر انہوں نے بات چیت کا دروازہ پہلے سے بند کیا ہوا تھا اور حرم شریف میں قتل و قتال کا بازار کرنے پر فتویٰ دیتے ہوئے ان خلاف ابتدائی طور پر کاروائی کا فتویٰ دیا، حالانکہ ان سے گفتگو کر کے حرم شریف میں خونریزی کو روکی جاسکتی تھی، لیکن ان علماء نے ایسا ہونے نہیں دیا۔

جہیمان تحریک اور حرم میں جنگی کاروائی کے بارے میں "بی بی سی" رپورٹ:

حرم شریف میں قتال قرآن مجید کی رو سے حرام ہے، اس وجہ سے سعودی عرب کی حکومت جہیمان تحریک کے خلاف حرم میں کاروائی کرنے سے پہلے بڑے علماء سے باقاعدہ اجازت لے کر مسجدِ حرام میں قتال شروع کی، ائمۂ حرم کے تیس ۳۰ علماء نے مسلح جماعت کے خلاف حرم میں کاروائی کرنے کا فتویٰ دیا۔ (بی بی سی رپورٹ)

سعودی علماء کا جہیمان تحریک کے خلاف فتویٰ اور حرم میں خون ریزی:

تمام وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے اس جماعت کو قتل کرنا درست ہے اور اس دوران قتل کرنے سے جو لوگ بچ جائے یا پھر ان کے خلاف جنگی کاروائی کی ضرورت پڑھ جائے، تو ان کے خلاف مسلح آپریشن کرنا درست ہے۔

سعودی علماء کے فتویٰ پر سعودی فورسز کا حملے میں پہل:

جہیمان اور اس کے پیروکاروں کا حکومتی عناصر سے باقاعدہ جنگ اور تصادم ہوا تھا، جس کی دلیل آج بھی آڈیو کیسٹوں اور دوسرے آلات میں موجود ہے جس میں جہیمان اپنے پیروکاروں کو احکام دیتے ہوئے حرم کے مختلف دروازوں پر تعینات کر کے قتال شروع نہ کرنے اور گولیاں چلانے میں پہل سے مکمل طور پر منع کیا جانا مذکور ہے، جس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جہیمان تحریک کا مقصد نہ تو قتال تھا اور نہ حرم شریف کی حرمت کو پامال کرنا، لیکن اگر آپریشن کرنے والے ابتداء کرے تو پھر ان کے خلاف کاروائی کا حکم دیا جاتا۔

معروف عرب ٹی وی پر سعد الفقیہ کا بیان:

حرمین شریفین کے اکثر علماء نے اس وقت جہیمان تحریک کے خلاف حرم شریف میں کاروائی کو روکنے میں کوئی کردار ادا نہیں کیا۔

احادیث کی تصحیح و تغلیط میں سختی اور جہیمان تحریک:

لیکن دوسری طرف خراسان کے "رایات السود" یعنی سیاہ جھنڈوں کے بارے میں وارد احادیث مبارکہ کے بارے میں یہ دیدہ دلیری کر دکھائی کہ یہ احادیث اس

درجے کے صحیح نہیں، جس کی رو سے مکہ مکرمہ قتل و قتال کی باقاعدہ اجازت دی جائے اور مہدویت کو فروغ دیا جائے، جب کہ "رایات السود" سے متعلق احادیث کو علامہ ابن کثیرؒ اور دیگر ائمہَ حدیث نے ان کی تصحیح کی ہے، اس بارے میں ان کا نقطہَ نظر یہ تھا کہ بعض دیگر محدثین نے ان روایات کو صحت کے مرتبے تک نہیں پہنچایا۔

یہ ان سرسری علماء کا عمل تھا، جنہوں نے خراب حالات میں گیلی مٹی کو اپنے فتاویٰ سے مزید گیلا کر کے صورتِ حال خراب کر دی اور حرم شریف میں مذاکرات کیے بغیر کاروائی کی اجازت دے مریض کی بیماری میں اور اضافہ کر دیا۔

سعودی حکومت اور مطلب کے فتویٰ دینے میں ان کے علماء کا کردار:

اس کے بعد ان سرسری علماء نے بادشاہِ وقت کے خواہش کے مطابق کئی بار ایسے فتاویٰ صادر کیے جو بادشاہ کے موافق ہوا کرتے تھے، جب کہ شرعی اعتبار سے بادشاہ کے وہ امور درست نہیں تھے۔

اس طرح جب اس وقت کے بادشاہ شاہ فہد نے صلیب پہنا، تو حرمین شریفین کے ان علماء نے بادشاہِ وقت کے اس غیر شرعی فعل کو "شرعی مصلحت" قرار دیا۔

شیخ عبدالعزیز بن باز سے صلیب پہننے کے بارے میں سوال اور مسلمان کے لیے صلیب پہننے کا حکم:

غیر مسلم ممالک میں بعض مسلمانوں کو جب کسی اہم کام یا ویسے ہی جانا پڑتا ہے، تو ان کی عزت افزائی اور تکریم کے لیے ان مسلمانوں کے گلے میں ہار پہنایا جاتا ہے، جو یا تو صلیب ہوتا ہے یا پھر اس ہار پر صلیب کی تصویر ہوتی ہے، اس وقت یہ مسلمان "حسنِ معاملہ" کی وجہ سے یہ ہار پہن کر قبول کرتا ہے۔

تو کیا اس مسلمان کا یہ فعل کفار کے ساتھ موالات ، دوستی اور ہم آہنگی شمار ہو گی؟اور کیاان مسلمانوں کا یہ فعل کفر کے درجے تک پہنچ جاتا ہے۔

مسلمان کا صلیب پہننے کے بارے میں شیخ عبدالعزیز بن باز کا جواب:

نہیں، مذکورہ بالا امور کا تعلق امورِ عادیہ سے ہے،اس بارے میں حاکمِ وقت کو " مصلحت " کی وجہ سے اجازت حاصل ہوتا ہے، لہذا جب کبھی اس طرح صورتِ حال پیش آئے، تو شرعی اور اسلامی مصلحت کے پیشِ نظر " شرعی حکم " کو چھوڑ کر مجاملہ کرنا اور کفار کے اس ہدیہ کو قبول کرنا فقہی اعتبار سے "شر کو دفع کرنا اور خیر کو حاصل کرنے کے قبیل سے ہے " جیسے ان کی طرف سے پیش کیے جانے والے ہدایا کو مصلحت کی خاطر قبول کیا جاتا ہے ایسے ہی صلیب کو بھی مصلحت کے لیے پہننا جائز ہے۔

اور اگر حکامِ وقت کے نزدیک ان ہدایا کو رد کرنے میں مصلحت ہو، تو پھر واپس کرنا بھی درست ہے۔ ایسے ہی بادشاہان اور سلاطین کو کفار ہار بنا کر پیش کرے، تو اسے قبول کرنا درست ہے یا اگر مسلمان کفار کے ہدیہ کے طور پر پیش کرے، توان دونوں صورتوں میں شرعی اور اسلامی مصلحت کے پیشِ نظر شر کو دفع کرتے ہوئے اور خیر کے حصول کے لیے یہ درست ہے ان امور پر اعتراض کرنا یا پھر انہیں موالات الکفار میں داخل کرنا درست نہیں۔

شیخ ابن باز کے اسی مجلس میں بیٹھے ہوئے دو آدمیوں نے اعتراض کرتے ہوئے کہا: اے شیخ بادشاہ کو پیش کیا جانا والے اس ہار میں عیسائیوں کا صلیب تھا۔

شیخ نے جواب دیتے ہوئے کہا: اگرچہ اس میں صلیب کیوں نہ ہو۔ یہ جائز ہے۔

اسی طرح جب جزیرۃ العرب میں غیر ملکی یہودی اور صلیبی افواج کو لا کر باقاعدہ غیر ملکی فوجی اڈے بنائے گئے اور اس میں معاصر قیمتی اور بیش بہا مختلف قسم کے اسلحوں کو لا کر جزیرۃ العرب کو گھیر لیا گیا، تو حرمین شریفین کے انہی علماء نے سعودی عرب کے بادشاہوں کے اس فعل کو شرعی لبادہ اوڑھ کر اسے جائز قرار دے دیا اور کہا یہ حالتِ جنگ میں کفار سے استعانت اور مدد طلب کرنا جائز ہوتا ہے، جب کہ ہم عراق کی طرف سے حالتِ جنگ میں ہے، لہذا امریکہ اور دوسری عیسائی طاقتوں کی طرف سے مدد لینا جائز ہے۔

کفار سے مدد طلب کرنے کے بارے میں شیخ عبد العزیز بن باز کا فتویٰ:

اس بارے میں ایک حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ جنگ بدر میں ایک کافر ملا، تو آپ ﷺ نے پوچھا؟ کیوں آئے ہو، تو اس نے جواب دیا تاکہ آپ کے ساتھ قتال میں مدد کروں، نبی کریم ﷺ نے پوچھا؟ کیا تم اسلام لائے ہو، تو اس نے جواب دیا: نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: واپس ہو جاؤ، ہم کسی کافر سے مدد طلب نہیں کرتے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ نے تھوڑی دیر سفر کیا تو ایک کافر آیا، تو آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم اسلام لائے ہو؟ تو اس نے جواب دیا: نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: واپس ہو جاؤ، ہم کسی کافر سے مدد طلب نہیں کرتے، وہ کافر پھر آپ ﷺ کے ساتھ ہو گیا۔

تو آپ ﷺ نے دوران جنگ اس سے پوچھا، کیا تم اسلام لائے ہو؟ دوران قتال یہ پوچھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کفار سے مدد طلب کرنا درست نہیں کیونکہ وہ مسلمانوں کے جنگ کو اپنا جنگ تصور نہیں کرتے، لیکن اگر وہ مسلمانوں

کے ساتھ مدد کرے، تو مسلمان ان سے یہ پوچھے کہ کیا تم اسلام لائے ہو؟ اگر وہ جواب دے کہ ہاں، تو اس وقت انہیں یہ کہہ کر واپس کرنا درست نہیں کہ ہمیں تمہاری ضرورت نہیں، جب تک تم اسلام قبول نہیں کرتے۔

مگر یہ تشریح اس وقت ہے کہ جب ان کے شر سے ڈر ہو، لیکن اگر امن کی حالت ہے اور ان کے شر سے خوف نہ ہو اور انہیں ضرورت بھی نہ ہو، تو اس صورت میں ان سے مدد لینا جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

جیسے کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے ان کے آدھے کھیتی اور پھلوں کے بدلے صلح کر کے انہیں اپنی زمینوں پر واپس چھوڑ دیا۔ لہذا اگر حاکمِ وقت اس میں مصلحت دیکھے تو اسے صلح کرنے کا بھی اختیار حاصل ہے۔ اور اگر مسلمان بعض ایسی صورتوں میں ان سے مدد لیں، جس میں ان کے شر سے امن ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آخری زمانے میں مسلمان اپنے دور کے تمام عیسائی طاقتوں کے ساتھ مدد لے کر اپنے ایک دوسرے دشمن کے ساتھ لڑیں گے۔

اس کا حاصل یہ ہوا کہ ان کے شر سے بچنے کے لیے یا پھر ان کے اسلام لانے کی خاطر ان سے مدد لینا جائز ہے اور اگر ان کے شر سے کوئی ڈر نہ ہو اور ان کی طرف ضرورت ہو، تو پھر ان سے مسلمانوں کے امور میں مدد طلب کرنا جس میں مسلمانوں کو خطرہ نہ ہو، تو اس وقت درست ہے اور جب اس میں مسلمانوں کی مصلحت ہو، تو پھر بطریقۂ اولیٰ درست ہونا چاہیے۔

ایسے ہی حرمین شریفین کے علماء نے یہودیوں کے ساتھ صلح کو بھی جائز قرار دیا اور جواز کی دلیل یہ دی کہ قرآن مجید ہے کہ جب کفار صلح کی پیش کش کرے، تو ان کے ساتھ صلح کرنا جائز ہے۔

یہودیوں کے ساتھ صلح کرنے کے بارے میں شیخ ابن باز کا فتویٰ:

ارشادِ ربانی ہے: (وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا) ترجمہ: اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاؤ۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ صلح کرنے پر بہت سے مصالح مرتب ہوتے ہیں، مثلاً یہ کہ کبھی اللہ تعالیٰ کفار کو ہدایت دے کر مسلمان اسلام قبول کرتے ہیں۔ مگر مصر اور بعض دیگر لوگوں کو یہ بات ناپسند گزری اور اس کی وجہ ان کی اسلامی علوم میں دقت سے ناواقفیت اور بصیرت کی کمی کے سوا اور کچھ نہیں۔

مزید کہا: کہ ان لوگوں کا خیال ہے کہ فلسطینی مسلمانوں کا قتال کرنا اور دورانِ قتال پتھر وغیرہ آلات سے یہودیوں کو مارنا درست ہے جب کہ یہود انہیں قتل کرتے ہیں اور انہیں قید و بند کی سزائیں دیتے ہیں، ان لوگوں کا خیال ہے کہ صلح کرنے سے یہ بہتر ہے، حالانکہ یہودیوں کے خلاف ایسا فتویٰ دینا یہ ان علماء کا جہل ہے۔ جب کہ صلح کرنے کی صورت میں اپنے دین پر عمل کرنا اور فرائضِ اسلامی کو اداء کرنے کی قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔

اور اس طرح صلح کرنے سے یہودیوں کے شر سے حفاظت اور ان کے قید و بند سے نجات حاصل ہو جاتی ہے، لہذا صلح کی یہ حالت موجودہ صورتِ حال جس میں فلسطینی مسلمان قید و بند کی مصیبت میں ہے، یہ بہتر ہے۔ یہودیوں کے خلاف

پچاس ۵۰ سال سے جنگ کی صورتِ حال کے اسباب کو اگر ڈھونڈا جائے، تو یہی معلوم ہوتی ہے کہ بعض بچے یہودیوں کو پتھروں سے مارتے ہیں اور یا پھر بم وغیرہ ان کے گاڑیوں پر پھینکتے ہیں یا دیگر اقدامات سے یہودی ان کے خلاف ہو جاتے ہیں۔

سعودی علماء کے کردار پر ایک مشہور حدیث:

علمائے کرام کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے سچ فرمایا: جو عالم بادشاہوں کے دروازوں پر آئے، تو وہ فتنہ میں پڑے گا۔ (مسند احمد)

سعودی علماء اور فلسطینی مسلمانوں کا حقِ خود ارادیت پر اسرائیل کا استدلال:

مذکورہ بالا امور سے بڑھ کر کون سا بڑا فتنہ ہو گا، جب کہ ابھی ابھی اس دور میں یہودیوں نے انہی حرمین شریفین کے علماء کے فتاویٰ کو فلسطینیوں کے قتل کے لیے استعمال کیا۔

اسرائیلی فوج کے ترجمان "أفخای أذرعی" فلسطینیوں کا اپنے حقوں کے لیے مظاہروں کے ناجائز ہونے کے بارے میں ابن باز اور ابن عثیمین کے فتاویٰ سے استدلال کرتے ہوئے کہتا ہے:

شیخ صالح الفوزان کہتا ہے کہ مظاہرات اور باہمی جنگ وجدال مسلمانوں کے اعمال نہیں اور نہ ہی اسلامی تاریخ میں اس کے نظائر دیکھنے کو ملتے ہیں، بلکہ ایسے حالات پیدا کرنا کفار کے اعمال میں سے ہے، ان کے ذریعے صورتِ حال کو کشیدہ کرنا ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ اور اسلام راضی نہیں ہوتے۔ اور شیخ ابن عثیمین کہتے ہیں کہ مظاہرات اور جلاؤ گھیراؤ حالات کے خرابی اور بدامنی کی وجہ سے ناجائز ہے۔ اس وجہ

سے میں (اسرائیل کا ترجمان) کہتا ہوں: کہ حماس اور دیگر دہشت گرد تنظیمیں انسانوں کی روحوں سے کھیلتی ہے لہذا ان سے دور رہیں۔

عصرِ حاضر کے تناظر میں ظہورِ مہدی اور علماءِ سعودیہ کا ردِ عمل:

اس وجہ سے یہ بات ان علماء سے بعید نہیں کہ امام مہدی علیہ الرضوان کے خلاف بھی لڑائی کرنے کے بارے میں جواز کا فتویٰ دے دیں۔

عصرِ حاضر میں ظہورِ مہدی کی ضرورت:

گذشتہ کے مقابلے اس دور میں کسی ایسے مجدد کی زیادہ ضرورت در پیش ہے، جو دین کے ستون کو مضبوط کر کے اس کے شعار اور علامات کو خوب ظاہر کریں۔

جہیمان واقعہ اور پس پردہ آشکارا حقائق:

یقینا جہیمان کے واقعے کئی حقائق سے پردہ ہٹایا اور بہت سے امور کو آشکارا کر دیا۔

یورپی ممالک کا سعودی امداد:

ان ہوش ربا حقائق میں سے ایک یہ ہے کہ عیسائی طاقتوں کو اس بات کا اندازہ لگ گیا کہ حرمین شریفین اب ان کے کارندوں یعنی آلِ سعود کے ہاتھوں سے نکلنے والا ہے، یہی وجہ ہے کہ امریکی اور یورپی قوتیں آلِ سعود کی مدد کے لیے جلدی سے دوڑ پڑی۔

سابق فرانسیسی صدر "فالیری جیسکار دیستان" (۱۹۷۴۔۔۱۹۸۱) نے کہا کہ مجھے اپنے سفیر نے بتایا کہ سعودی عرب کی افواج غیر منظم حالت میں ہے اور باقاعدہ

طور پر کسی واضح کاروائی کی شکل میں شرکت کے قابل نہیں، یہی وجہ ہے کہ انہی اپنا کام تک معلوم نہیں۔

اور اس کی وجہ نظامِ حکومت کی کمزوری اور فوج کے تربیت کی طرف عدمِ توجہی ہے، جب کہ آئندہ آنے والے ممکنہ خطرات اور عالمی سطح پر یورپی اور امریکی ریاستوں کی پیٹرول سے وابستہ ضروریات کی حفاظت کے لیے کوئی خاطر خواہ سابقہ تیاری نہیں ہے، اس وجہ سے ملکی سلامتی اور فوج کے تربیت کے علاوہ ممکنہ خطرات سے نمٹنے کے لیے حفاظتی دستوں G.E اور G.N کو خصوصی طور پر ان کاموں کے لیے مامور کر دیا۔

جہیمان تحریک نے سعودی حکومتی کی کمزوری اور سعودی فورسز کی ناکامی سے مکمل طور پر پردہ چاک کر دیا، کیونکہ چند مسلح لوگوں نے ملک کو پورے طرح مکمل کو مفلوج کر دیا۔

سعودی عرب کی ظاہری دین دار پر جہیمان تحریک کا ضرب:

سعودی حکام کو حرمین شریفین کی سرزمین پر جہیمان تحریک نے ایک بہت کاری ضرب دے کر ان کے ضعف کو واضح کر دیا، جس کے درد سے آلِ سعود بہت زمانہ چیخے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس تحریک نے ان شرعی لبادہ کو کھینچنے کی خوب کوشش کی، جو حرمین شریفین سے ان کی اجارہ داری ختم ہونے پر مبنی تھی۔

اس حادثے کے بعد سعودی حکام نے بھیڑ کی شکل میں بھیڑے کا لباس پہن کر خطرناک سخت دلوں کو لوگوں سے چھپانے اور ایک بار پھر اپنی دینی قیادت کی طرف بلانے کا عمل شروع کیا۔

جہیمان تحریک کے بعد سعودی عرب میں عورتوں کا پردہ:

حرم شریف میں جہیمان کے حادثے کے بعد کوئی ایک عورت بھی بغیر پردے کے حرم شریف میں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

جہیمان تحریک پر "بی بی سی" رپورٹ:

اسی سال سعودی عرب کے انتہاء پسند دینی مزاج کے لوگ اکثر اسلامی مقامات کی پاکیزگی اور قدسیت پر کنٹرول کرنا شروع کر دیا، ان میں سر فہرست حرمِ مکی تھا۔

اور انتہاء پسندوں کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے سعودی حکام نے مذہبی اطوار میں مزید سختی کو اپنانا شروع کیا، جس میں روزانہ کی زندگی میں عورتوں کو بے دخل کرنا شامل تھا۔

حرم شریف میں خونریزی کے بعد سعودی حکام نے انتہاء مذہبی لوگوں کو خوش کرنے کے لیے اسلامی تعلیمات میں سختی کو فروغ دیا۔

سعودی حکام کا اپنی اسلامی پسندی کا اظہار اور اس کی حقیقت:

اس دوران سعودی عرب کے بادشاہ کو "خادم الحرمین الشریفین" کا خطاب دیا گیا، جب کہ یہ لقب مسجد اقصی کے آزاد کنندہ یعنی صلاح الدین ایوبی کا لقب تھا۔

مگر اس بار مسجد اقصیٰ یہودیوں کو فروخت کرنے والے آلِ سعود کو خادم الحرمین الشریفین کا یہ خطاب دیا گیا۔

جہیمان تحریک کے بعد شاہی خاندان کے اعمال:

سرِ زمینِ حرم کے بادشاہ نہایت مکرم و معزز کو اب میں خادم الحرمین الشریفین کے لقب سے موسوم کرتا ہوں۔

اس دوران حرم شریف کی توسیع اور عمارت کی طرف توجہ دی گئی، تاکہ اس آیت مبارکہ کا مصداق ہو: (أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ) ترجمہ: کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد محترم (یعنی خانہ کعبہ) کو آباد کرنا اس شخص کے اعمال جیسا خیال کیا ہے جو خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اور خدا کی راہ میں جہاد کرتا ہے؟ یہ لوگ خدا کے نزدیک برابر نہیں ہیں۔

قرآن مجید کی طباعت:

اور پانچ سال کا عرصہ گزرنے کے بعد قرآن مجید کی طباعت کا سلسلہ شروع کیا گیا۔

بن لادن کمپنی کا اعتراف:

اور دوسرا عظیم الشان خدمت جو سعودی عرب کے بادشاہ شاہ فہد نے شروع کیا وہ عالمِ اسلام کے لیے قرآن شریف کی طباعت کا سلسلہ تھا، جو مدینہ منورہ میں "مجمع الخادم الحرمین الشریفین للطباعۃ المصحف الشریف فی المدینۃ المنورۃ" کے نام سے جانا جاتا ہے اور ملک شاہ فہد اس کا افتتاح چھ ٦ صفر ١٤٠٥ ہجری کو کی۔

اسلامی تاریخ سب سے زیادہ قرآن شریف کی طباعت کا شرف حاصل کرنے والے ملک فہد بن عبد العزیز ہے۔

طباعت قرآن اور سعودی حکام کی حقیقت:

مگر جہیمان کے واقعے کے بعد یہ تمام کاروائی صرف اس وجہ سے تھی تا کہ لوگوں کے دلوں میں یہ بات بٹھائی جائے کہ ہم ہی اللہ تعالیٰ کے حرم شریف کے خدمت کرنے والے ہے۔

لیکن اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ملحوظِ نظر رہے(وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ) ترجمہ: اور وہ اس مسجد کے متولی بھی نہیں۔ اس کے متولی صرف پرہیزگار ہیں۔

عربوں کی ہلاکت میں جہیمان تحریک کا کردار:

جہیمان کے واقعے سے حاصل ہونے والے امور میں سے ایک یہ ہے کہ یہ واقعہ اور اس کے نتیجے میں حرم شریف میں ہونے والی خونریزی اور بیت اللہ کی بے حرمتی اس طرح آسانی سے گزرنے والی نہیں، بلکہ تمام عربوں کی ہلاکت کے لیے جہیمان کا واقعہ ایک پیش خیمہ کی حیثیت رکھتی ہے اور اگر حدیث کی رو سے عربوں پر آنے والی جنگوں کا پہلا چنگارا یہی ایک حادثہ ہو گا، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

حرم شریف میں ایک آدمی کی بیعت کی جائے گی اس دوران بیت اللہ کے بے حرمتی اپنے ہی اہل سے سرزد ہو گی، جب عرب بیت اللہ کی بے حرمتی کریں گے، تب ان کی ہلاکت کے بارے میں سوال نہ کرنا، کہ کتنی جلدی ان کی ہلاکت ہو گی۔ یعنی اس بیت اللہ کی بے حرمتی کے بعد عربوں کی ہلاکت بہت جلد ہو گی۔

علماءِ سعودیہ کی ذمہ داری اور ان کا عمل:

اس بارے میں مکمل ذمہ داری سعودی عرب کے "ھیئۃ کبار العلماء" پر آتی ہے کیونکہ تمام عرب ممالک کی نظریں ان کے فتاویٰ پر جمی ہوتی ہے، کیونکہ لوگوں کی نظروں میں اسلام کی چکی در حقیقت سعودی عرب کے علماء کے فتوؤں پر اعتماد کر کے گھومتی ہے۔

عربوں کی ہلاکت پر حدیث کی تشریح اور موجودہ حالات پر تطبیق:

وہی دین کے پیشوا اور اسی اسلام کی پیروی کو لازم سمجھتے ہیں جسے علماء آل سعود ان کے سامنے بیان کرتے ہیں، لہذا عربوں کی ہلاکت کے بارے میں سوال نہ کرنے کی علت واضح ہے کہ جب انہی علماء آل سعود کے علماء پر دین کے معاملے میں اعتماد کرتے ہیں تو اب ان عربوں کی جلد از جلد ہلاکت کے بارے میں سوال نہ کرو۔

جب مکہ مکرمہ اور ام القریٰ میں انہی علماء کے فتوؤں کی روشنی میں حرم شریف میں خون ریزی کا بازار گرم کرنے اور بیت اللہ میں الحاد کرنے کا سبب بنتی ہے، تو کچھ عرصہ بعد یہ بات بھی بعید از قیاس نہیں کہ یہی فتاویٰ دیگر عربوں کی خون کو مباح قرار دینے کا بھی ذریعہ بن جائے۔

اسی وجہ سے ہلاکت کی کرنیں مشرق اور مغرب کے سمت سے آنی شروع ہو گئی، جب بغداد کو تباہ کر دیا گیا، جزیرۃ العرب میں خون بہانا شروع ہو گیا اور میزائلوں سے ریاض کو مارنا شروع ہو گیا اور شام کے پرچخے اڑائے گئے، جب کہ صنعائے یمن کی اینٹ سے اینٹ بجائی شروع ہو گئی اور قاہرہ مصر کو آگ کی بھٹی میں ڈال کر جلایا گیا۔ اور لیبیا کو بموں سے مارنا عادت بنا دیا گیا۔

لہذا حدیثِ مبارک میں **"عربوں کی ہلاکت کے بارے میں سوال نہ کرنے اور جلدی تباہ ہونے کی وجہ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں بلکہ اب یہ علت واضح ہے۔"**

عربوں میں فتنوں کی کثرت اور خون ریز جنگوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا: کہ عربوں کے لیے قریب آنے والے شر سے دور ہونا چاہیے کیونکہ ان جنگوں میں ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔

جہیمان واقعے کا فائدہ: امام مہدی کی محبت:

واقعۂ جہیمان کے نتیجے میں امام مہدی کے ظہور سے متعلق احادیث مبارکہ میں تحقیق اور کتب کی نشر واشاعت کے حوالے سے خوب کوششیں کی گئی اور مفت، للہیت اور اخلاص پر مبنی خدائی کوششوں کا ایک نہ ختم ہونے والا کارنامہ شروع ہو گیا۔

مہدیٔ غیر حقیقی کے بعد امام مہدی علیہ الرضوان کی حقانیت کے بارے میں مہدیٔ حقیقی سے متعلق احادیث میں بیان کیے گئے احوال اور ظہور کا وقت وغیرہ سب مندرج امور کی تحقیق کی طرف تشویق بڑھ گئی۔

جہیمان واقعہ فجر کاذب اور مہدی حقیقی فجر صادق:

یکم محرم ۱۹۷۹ کو نمازِ فجر کے بعد وقوع پذیر ہونے کے حالات سے پہلے عام لوگوں کو امام مہدی کے بارے میں کچھ حقیقت سامنے نہیں تھی۔

مگر اس واقعے کے بعد مسجد و محراب کے منبروں سے اس بارے میں بیانات اور تصانیف کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا، جس سے مہدی کے بارے میں

خوابِ غفلت کا شکار ہونے والے لوگ اٹھ گئے اور اس واقعے کے بعد لوگوں کے دلوں میں مہدی کی محبت اور اس کا تذکرہ رچ بس گیا۔

در حقیقت جہیمان واقعے کی حیثیت امام مہدی علیہ الرضوان سے پہلے فجر صادق کی طرح تھی، جو فجر کاذب سے پہلے آسمان کے افق پر پھیلتی ہوئی بعض نظروں کو متوجہ کرتی ہے، مگر حقیقی فجر کی روشنی کچھ وقت کے بعد ظاہر ہوتی ہے، مگر فجرِ کاذب بھی غافل کو خوابِ خرگوش سے بیدار کرنے اور جاہل کو رہنمائی کا کام دیتی ہے۔ایسے ہی جہیمان کے واقعے میں غیر حقیقی مہدی کے نتیجے میں مہدیٔ حقیقی کے بارے میں تنبیہ ملتی ہے۔ لہذا جہیمان واقعے کے بارے میں دھوکہ کھا کر انکار کرنا درست نہیں، کیونکہ وہ مہدی حقیقی کے مقابلے میں فجر کاذب تھا۔

جہیمان واقعہ کے بعد مہدیٔ حقیقی کے ظہور میں آل سعود کو فرصت:

جہیمان واقعے کے بعد آل سعود کو خوب مہلت ملا، تاکہ اپنے معاملات پر نظرِ ثانی کر کے انہیں برابر کر دے اور اپنے کرتوتوں سے توبہ تائب ہو اور جہیمان واقعے کے اسباب پر غور کر کے ان جیسے اسباب کی طرف دوبارہ واپس نہ ہو، تاکہ حالات کی گرفت پر کنٹرول کمزور نہ ہو۔

سعودی عرب اپنے سابقہ روش پر واپس جانے کے لیے سفر کرنے کی کوشش کر رہا ہے، جس میں تمام ممالک اور دنیا بھر سے آنے والے لوگوں کو مکمل اجازت ہو، جس میں انتہاء پسندی اور دہشت گرد نظریات کا عمل دخل نہ ہو۔

محمد بن سلمان کی عرب چینل کو انٹرویو:

در حقیقت میری کوشش صرف یہ ہے کہ ہم ایک معتدل اسلام متعارف کرائیں جس میں دنیا کے تمام لوگوں کو سہولت ہو اور ہم اپنی ۱۹۷۹ء سے پہلے کے سعودی عرب میں جانا چاہتے ہیں جس میں مرد و عورت اور زندگی کے تمام شعبوں میں برابر کے حقوق مہیا ہوں، ۱۹۷۹ء کے بعد سے "الصحوۃ" نامی تحریک کو ختم کر کے تمام ادیان کے ساتھ مل کر اعتدال کا دامن پکڑ چلنا چاہتے ہیں۔

سعودی عرب میں ۷۰ ستر فیصد لوگ تیس ۳۰ سے کم لوگوں پر مشتمل ہیں، مکمل صراحت کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ ہم اپنے زندگی کے مزید تیس سال ان انتہاء پسند نظریات اور دہشت گرد افکار کے ساتھ چل کر ہرگز زندگی گزارنا نہیں چاہتے، ان نظریات کو ہم آج ہی سے مٹانے اور ختم کرنے کا عزم لیے ہوئے ہیں۔

محمد بن سلمان سے ایک غیر ملکی مشہور پروگرام(60منٹ نامی) کی انٹرویو میں سوال:

وہاں سعودی عرب میں ایک وسیع پیمانے پر اسلامی معاشرے میں سخت کٹر قسم کے تعلیمات موجود ہیں، جو مکمل طور پر لوگوں پر چھائے ہوئے ہیں، جس میں نرمی کا نام تک نہیں، یہ معلومات دنیا بھر کے لوگوں کے ذہنوں میں ایک ابھرتا ہوا سوال ہے، کیا یہ سعودی عرب کے بارے میں حقیقت پر مبنی سوال ہے؟

ہاں یہ بات درست ہے، مگر یہ تمام تر کاوائی صرف ۱۹۷۹ء کے بعد کے حالات کی وجہ سے پیدا ہوئی اور اسلامی تعلیمات کے ان سخت نظریات کے سامنے ہمارا معاشرے قربانی کا جانور بن گیا، بالخصوص ہم اپنے ہی ملک کے باشندوں کے ساتھ

سختی برتنے والے بن گئے، جنہوں نے ہمارے ساتھ معاشرے اور ملک کے حالات استوار کرنے میں کافی تکلیفیں جھیلیں اور مشقتیں برداشت کیں۔

سوال: ۱۹۷۹ء سے پہلے سعودی عرب کے کیا حالات تھے؟

جواب: اس سے پہلے ہم خلیج کے دیگر ممالک کی طرح ہم عام سی زندگی گزار رہے تھے، جس میں تمام لوگوں کے برابر کے حقوق عام طبعی طور و طریقے کے مطابق تھے، عورتیں گاڑیاں چلا سکتی تھی، مختلف سینمائیں موجود تھیں اور عورتیں ہر جگہ کام کرتی نظر آتی تھیں، ہم عام لوگ تھے، جو دیگر ترقی یافتہ ممالک کی طرح اپنے عوام کی زندگیوں میں تبدیلیاں لانے کے خواہاں تھے، یہاں تک ۱۹۷۹ء کے واقعات وقوع پذیر ہوئے، جس کے نتیجے میں ہم نے مذہبی لوگوں کے ہاتھوں انہی کے نظریات اپنائے، مگر اب ہم واپس اپنے حقیقی اور طبعی زندگی کی طرف رخ کریں گے۔

جہیمان واقعہ سے پہلے سعودی عرب میں عورتوں کا پردہ: سعد الفقیہ کا انکشاف

جہیمان واقعے سے پہلے سعودی عرب میں یورپی ممالک کی طرح کھلم کھلا طور پر عورتیں چلتی پھرتی نظر آتی تھی، جب کہ موسیقی کی تمام اقسام اور گانے بجانے کے آلات کے علاوہ عریاں لباس عام تھا، لوگ اسے گناہ سمجھتے تھے مگر کچھ کر نہیں سکتے تھے، یاد رکھیے! جہیمان تحریک ان امور کے نتیجے میں سامنے آئی، جب کہ جہیمان تحریک کے کافی معتقدین لوگوں میں موجود تھے۔

سعودی عرب میں دینی مزاج کے خلاف موجودہ حکومتی پالیسی:

محمد بن سلمان کی انٹرویو میں اس جملے کی وضاحت یہ ہے کہ جو لوگ ہمارے پالیسیوں کی خلاف ورزی کریں گے ہم انہیں تباہ کریں گے یعنی ہم ایسے مذہبی انتہاء پسند نظریات کے حامل لوگوں کو اپنے مابین آسانی کے ساتھ زندگی گزارنے نہیں دیں گے، بلکہ ہم انہیں جیل کی کال کوٹھریوں اور ہتھکڑیوں کے ساتھ رکھیں گے۔

علماءِ حق پر ظلم اور الجزیرۃ کی انٹرویو:

ان دنوں سعودی عرب میں دینی مفکرین اور اسلامی فکر رکھنے والے سینکڑوں دعاۃ کو نظر بند کر کے جیل بھیج دیا گیا ہے، جب کہ ان کے سوشل میڈیا اکاونٹس ہر قسم کے سیاسی امور سے خالی تھی، مگر پھر بھی ان کو جیل اور سزاؤں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

دینی انتہاء پسند نظریات کے حامل لوگ اپنے افکار کی ترویج کرتے رہے، تو ہم بھی ان کو چھوڑنے والے نہیں۔

موجودہ صورت حال میں سعودی عرب کا فحاشی کی طرف واپسی:

۱۹۷۹ء سے پہلے شروع کیے گئے فساد کی طرف آلِ سعود دوبارہ واپس لوٹ گئے اور اپنی حقیقت اور اسلام دشمنی واضح طور پر سامنے لائی۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان اس بارے میں کیا ہی اچھا مصداق ہے:

(وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا) ترجمہ: اور ہم انھیں ڈراتے ہیں تو ان کو اس سے بڑی سخت سرکشی پیدا ہوتی ہے۔

(وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا) ترجمہ: اور جب ہمارا ارادہ کسی بستی کے ہلاک کرنے کا ہوا تو وہاں کے آسودہ لوگوں کو (فواحش) پر مامور کر دیا، تو وہ نافرمانیاں کرتے رہے، پھر اس پر (عذاب کا) حکم ثابت ہو گیا اور ہم نے اسے ہلاک کر ڈالا۔

آل سعود نے بھی دو مرتبہ فساد اور نافرمانی میں عروج کو طے کر کے مقررہ حدیں پار کر لیں، اب وہ اور یہودی انتہاء پسند ایک ہی روپے کے دو رُخ ہے، اب اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کے اندر کی باتوں کو اس کے اعمال سے صادر کر کے باہر دنیا کے لوگوں کے سامنے کھل کر دکھایا۔ اور دین کے ساتھ ان کے قلوب میں چھپی ہوئی حسد کو نکال باہر کیا اور اسلام سے دشمنی اور بغض ان کے زبانوں پر واضح ہوئی، جب کہ دلوں میں جو اسلامی تعلیمات اور مسلمانوں سے جو پوشیدہ عداوت ہیں وہ ظاہری دشمنی سے کہیں زیادہ ہے۔

اور آل سعود اپنے شرم ناک فساد کی طرف دوبارہ متوجہ ہوئے اور واضح نفاق کو لوٹ کر ظاہر کیا اور اپنے حقیقی لائے ہوئے مرشدین واقوام کی طرف واپس ہوئے، مگر اللہ تعالیٰ کی سنت پر گذشتہ اقوام کی طرح چلتی ہے کہ ان کے خلاف مہدیٔ حقیقی کو لا کر باری تعالیٰ کے کیے گئے قرآنی وعدوں یعنی اگر تم گناہوں کی طرف واپس ہوئے، تو ہم بھی تمہارے اوپر عذاب کو لے دوبارہ لوٹ آئیں گے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(وَإِنْ تَعُودُوا نَعُدْ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ) ترجمہ: (دیکھو) اگر تم (اپنے افعال سے) باز آجاؤ تو تمہارے حق میں بہتر

ہے اور اگر پھر (نافرمانی) کرو گے تو ہم بھی پھر (تمہیں عذاب) کریں گے۔ اور تمہاری جماعت خواہ کتنی ہی کثیر ہو تمہارے کچھ بھی کام نہ آئے گی۔ اور خدا تو مومنوں کے ساتھ ہے۔

مہدئ حقیقی کی آمد:

اس بار دوبارہ لوٹ کر آ حقیقی اور سچی مہدی کو لے کر آئے گا، جو فجرِ صادق کی طرح روشنی پھیلائے گا۔

جس کے بارے میں آثارِ صحابہ میں یہ بات مروی ہے کہ مہدئ حقیقی کے آنے سے عالمِ اسلام میں برپا ہونے والے فتنہ ختم ہو جائیں گے اور حرم شریف میں رونما ہونے والے حادثے کے نتیجے میں مسلمانوں میں فتنوں کی جاری آگ کو بجائے گا اور لوگوں کے درمیان حرم کے حادثے سے پہلے کی طرح الفت و محبت کو دوبارہ لے کر آئے گا، جو اس واقعے کے بعد ختم ہوا تھا۔

ظہورِ مہدئ حقیقی آثار صحابہ میں:

اللہ تعالیٰ مہدئ حقیقی کے ذریعے باہمی خانہ جنگی اور دنیا بھر میں بہتا ہوا خون بند کر دے گا، جس نے عربوں کو ہلاک کر کے ارضِ مقدس اور مکہ مکرمہ تک آ پہنچا۔

ظہورِ مہدی اور منی کی خون ریزی:

جیسا کہ آثارِ صحابہ میں مروی ہے کہ لوگ اکھٹے حج اور عرفہ امام کی موجودگی کے بغیر کریں گے، اس دوران کہ لوگ منیٰ میں مناسکِ حج اداء کریں گے اور اچانک کتے کے کاٹنے کی طرح ایک دوسرے پر جھپٹ پڑیں گے اور قبائل ایک دوسرے کے

خلاف متفق ہو کر باہمی قتال شروع کریں گے، یہاں تک کہ پہاڑ کی چھوٹی گھاٹیوں تک خون پہنچ جائے گا۔

مہدیٔ حقیقی کی درست علامت:

تو اس کے بعد لوگ اس زمانے میں سب سے بہتر شخص کے پاس چلے جائیں گے اور رکنِ یمانی اور مقامِ ابراہیم کے درمیان بیعت کریں گے اور اس بیعت کے دوران خون کا ایک قطرہ بھی نہیں بہے گا۔ اس دوران نہ تو خون بہے گا اور نہ ہی کسی سوئے ہوئے شخص کو خوب سے اٹھایا جائے گا۔ بیعت اتنی آرام اور آہستگی سے مکمل ہو گا کہ اگر کوئی شخص سویا ہو، تو بیعت کی وجہ سے خواب سے نہیں اٹھے گا، بلکہ بیعت مکمل ہونے کے بعد بیعت کرنے والوں کی جماعت منتشر ہو کر الگ ہو چکی ہو گی۔

ظہورِ مہدی سے پہلے عراق، شام اور عربوں کی حالتِ زار:

مہدیٔ حق مسلمانوں اور عربوں میں مال کو بغیر حساب و کتاب کے تقسیم کرے گا، جب کہ اس سے پہلے عراق اور پھر شام محاصرے کے بعد بھوک و افلاس کی صورت میں عام ہو چکا ہو گا۔

اور کاروباروں اور راستوں کے بند ہونے اور کساد بازاری کی کثرت کی وجہ سے حالات خراب ہوں گے۔

ظہورِ مہدی سے پہلے علمائے امت کا تلاشِ مہدی کے لیے تیاری:

جب کہ صحابہ کرامؓ کے آثار میں دنیا بھر کے مختلف اطراف سے سات علمائے کرام کا بیعت کے لیے آنے کا تذکرہ ملتا ہے، جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ پر کم از کم

۳۱۳ لوگوں نے بیعت کی ہو گی، جب کہ بعض آثار میں منقول ہے کہ امام مہدی کے مخلصین ساتھیوں کی تعداد اصحابِ بدر کی طرح ۳۱۳ ہو گی۔

جن کی فضیلت کو نہ تو سابقین پہنچ سکیں گے اور نہ ہی آنے والے لوگ ان کی طرح فضیلت کو پا سکیں گے۔

جب کہ علمائے کرام کی ترتیب و تنسیق ان کا امام مہدی کے پہچاننے اور مکمل تعارف کے بعد ہی ہو گا۔ لہذا امام مہدی کی طرف سبقت کرنے والوں کے لیے خوشخبری ہو۔ جب کہ ظہورِ مہدی کا دور آ چکا اور ان کا وقت قریب آ پہنچا ہے۔ اسی صدی کے لوگوں میں ظہورِ مہدی کا واقعہ پیش آئے گا۔

سیعوذ عائذ حدیث کی عصرِ حاضر میں تطبیق:

تبیع رحمہ اللہ نے فرمایا: مکہ مکرمہ میں ایک پناہ لینے والا آئے گا، مگر بہت جلد قتل ہو جائے گا، پھر لوگ ایک زمانے تک انتظار کریں گے، اس کے بعد ایک دوسرا شخص پناہ لینے والا آئے گا، اے مخاطب! اگر تو اسے پالیں، تو اس کے خلاف لشکر کشی مت کر، کیونکہ یہ زمین میں دھنسنے والا لشکر ہو گا۔ "رواہ نعیم بن حماد"

اس روایت میں فرمایا: کہ " **مکہ مکرمہ میں ایک پناہ لینے والا آئے گا**" (پناہ لینے والا محمد بن عبداللہ القحطانی تھا، جسے جہیمان تحریک کے نتیجے میں سامنے لایا گیا) اس کے بعد روایت میں فرمایا: کہ " **پھر لوگ ایک زمانے تک انتظار کریں گے** " (اس ارشاد میں لفظ "**من**" اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا کہ مہدئ غیر حقیقی کے زمانے میں زندہ رہنے والے بعض لوگوں مہدئ حقیقی کے زمانے کو بھی پائیں گے)۔ اس کے بعد فرمایا: " **اے مخاطب! اگر تو اسے پالیں** "یعنی دونوں حقیقی اور غیر حقیقی

مہدی میں زندہ رہنے والے لوگوں کے لیے ممکن اس وقت ہی ہو گا، جب کہ ان کے درمیان ہونے والا زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو گا، جس میں دونوں مہدیوں کا پانے عقلا ممکن ہو گا۔" **اے مخاطب! اگر تو اسے پالیں، تو اس کے خلاف لشکر کشی مت کر، کیونکہ یہ زمین میں دھنسنے والا لشکر ہو گا"۔**

مسجد حرام میں محمد بن عبداللہ القحطانی کی بیعت کے بعد اس حدیث کی روشنی میں **"عائذِ اول"** کا واقعہ اپنے اختتام کو پہنچ گیا۔

جب کہ "عائذ اول" آنے والے دوسرے حقیقی مہدی "محمد بن عبداللہ المہدی" کے ظہور کے لیے علامت کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو نبی کریم ﷺ کے آلِ بیت میں سے ہو گا۔ اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد سے ہو گا۔ جو زمین کے ظلم وجور اپنے انصاف اور عدل سے بھر دے گا۔ اور مال کو مٹھی بھر بھر کے بغیر حساب کتاب کے خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے دور میں خلافۃ علی منہاج النبوۃ قائم کریں گے۔ اور ان کے لیے رکنِ یمانی اور مقامِ ابراہیم کے درمیان بیعت ہو گی۔ انشاءاللہ اپنے قارئین کے ساتھ اس وقت تک ملیں گے۔

باب دوم: ظہورِ مہدی سے متعلق حدیث "سیعوذ عائذ" کے بارے میں علمی جائزہ

حقیقی اور غیر حقیقی مہدی کی پہچان ایک حدیث کی روشنی:

حدثنا الوليد بن مسلم، عن صدقة بن خالد، عن عبد الرحمن بن حميد، عن مجاهد، عن تبيع،قال: «سيعوذ بمكة عائذ فيقتل،ثم يمكث الناس برهة من دهرهم، ثم يعوذ عائذ آخر، فإن أدركته فلا تغزونه،فإنه جيش الخسف»

حدیث کے سند پر کلام:

اس روایت کی سند میں "تبیع" راوی کے علاوہ تمام رجال صحیح ہے، جب کہ یہ روایت مسلم اور دیگر کتب صحاح کے روایات میں معنی کے اعتبار سے مؤید ہے، اس لیے اس روایت کی صحت میں شبہ نہیں، ہاں البتہ تبیع نامی راوی اہل کتاب سے اخذ روایت کرتا تھا، تاہم اس کی مویدات ہونے کی وجہ سے درجۂ حسن سے یہ روایت کم نہیں۔ دیکھئے: الفتن لنعیم بن حماد، رقم: ۹۳۵، ج ا ص ۷ ۳۲۔

حدیث کے بلاغی نکات:

اس روایت کے بلاغی نکات کی وضاحت سے جہاں حدیث مبارک کی سندی حیثیت کے علاوہ متن کی صحت پر بھی دلیل ملتی ہے، وہیں یہ حقیقی اور غیر حقیقی مہدویت کا دعویٰ کرنے والوں کی باتوں میں فرق اور وقت کا اندازہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اس پہلے جملے میں "سیعوذ بمکۃ عائذ" میں "مکہ" کو مقدم ذکر کرنے میں یہ نکتہ ملتا ہے کہ مدعیٔ مہدویت صرف مکہ کی طرف آئے گا اور اس آنے سے پہلے اعلانِ مہدویت کے لیے کسی قسم کی سابقہ تیاری نہیں کی ہوگی اور نہ ہی پہلے سے

باقاعدہ کسی نشانی کی تیاری فوجی دستہ کی مدد اور معاونین پر بھروسہ ہو گا، اس وجہ سے شاید عائذ کہہ کر خالص پناہ گزین کا عنصر ظاہر کر کے جار مجرور یعنی "بمکۃ" کو فاعل یعنی "عائذ" پر مقدم کر دیا اور اسی خاطر "اسم فاعل" بغیر صیغہ مبالغہ کے، ذکر کر کے یہ اشارہ کر دیا، کہ حقیقی مہدی کے ظہور سے پہلے دعویٔ مہدویت کرنے والے اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہوں گے، بلکہ ظہورِ مہدی صرف ایک بار متحقق ہو گا، جب کہ دیگر الفاظِ مترادفہ کی بجائے عائذ کا صیغہ منتخب کر کے "عائذ" سے مفہوم والے معنی کی طرف اشارہ فرمادیا کہ مہدی اور اس کی جماعت کسی مضبوط پناہ گاہ، قلعہ اور ایک بڑے متوقع خطرے سے نمٹنے کے لیے نہتے بغیر اسلحے کے غیر متحقق کام کے حصول کے لیے کہیں بھاگ کر نہیں آئے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی خلافت کے اختتام پر حجاج سے بچ کر کعبہ تشریف لائے تھے، اسی طرح "عائذ" کے معنی میں غربت اور اجنبیت کا ظاہری عنصر اس طرف واضح غمازی کرتا ہے کہ عبداللہ بن زبیرؓ تو حرم کا باسی اور وہیں کافی عرصہ تک خلافت کرنے والے باقاعدہ خلیفۂ منتخب تھے، جب کہ یہ شخص عائذ اس نوعیت کا غیر متوقع، غریب اور اجنبی آدمی ہو گا۔

(فیقتل): میں فاء عطف غیر متراخی کے لیے آتا ہے، جس کا معنیٰ ہے کہ غیر حقیقی مدعیٔ مہدویت بہت جلد قتل ہو جائے گا، یہی وجہ ہے کہ ۱۴۰۰ہجری محرم کی ایک تاریخ کو کعبہ میں نمازِ فجر میں رونما ہونے والا شخص بہت جلد دو، تین دن میں قتل ہوا، جب کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جلد قتل نہیں ہوئے بلکہ خلافت کا ایک طویل عرصہ گزرنے کے بعد شہید ہوا۔

(ثم یمکث الناس): اس جملے میں "ثم" کا لفظ تراخی کا معنٰی ظاہر کر کے یہ نشاندہی کرتا ہے کہ پہلے شخص کے بعد لوگ کافی عرصہ تک مہدئ برحق کے منتظر رہیں گے، اسی لیے "یمکث" کا لفظ "ثم" کے بعد لا کر اس طرف اشارہ فرمادیا کہ یہ انتظار اہل علم کی نظر میں ایک مرغوب چیز کے ظہور کے لیے انتظار کی مانند ہوگا، جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ ہر طرف ظلم وجبر پھیلا ہوگا، جس سے نجات کے لیے لوگ منتظر رہیں گے، ایسے ہی "الناس" معرف بلام ذکر کر کے تمام مذاہب وفرق کے لوگوں کی جانب سے اس نظامِ استبداد کے خلاف ہونے کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے، اسی وجہ سے "الناس" کے بجائے "قوم، جماعۃ، امۃ" وغیرہ دیگر الفاظ ذکر نہیں کئے گئے جب کہ "الناس" کو فعل "یمکث" پر مقدم نہ کرنے میں یہ مفہوم ملتا ہے کہ لوگوں کی جانب سے دلی خواہش بار بار اس نظام کے خلاف ابھرتی ہوگی، مگر تکوینی طور پر انہیں انتظار پر رغبت کے لیے ظہورِ مہدی کو مؤخر کیا جائے گا۔

"برھۃ من دھرھم": سرسری نظر میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عام طور پر عمرِ کہولت ہی پختگی، معاملات کی تہہ تک پہنچانے، سنجیدگی کے حصول اور مختلف ادوار کے آنے جانے کی وجہ سے لوگوں کے طبائع میں بنیادی عمل دخل کارفرما ہونے کا عرصہ شمار کیا جاتا ہے۔

"برھۃ" : کو نکرہ ذکر کر کے شاید چالیس سالہ عرصہ کی تکمیل میں کمی کی طرف اشارہ ہے، جب کہ "دھرھم" کہہ کر یہ اشارہ فرمادیا کہ پہلی بار کعبہ میں مہدویت کا دعویٰ کرنے والوں کا زمانہ پائے ہوئے لوگ دوسرے حقیقی مہدی کے دور کو بھی پالیں گے۔

"ثم یعوذ آخر": کہہ کر فرمایا کہ دونوں زمانوں میں دورانیہ تھوڑے عرصے کا نہیں ہوگا، بلکہ خاصہ لمبا عرصہ لگے گا۔

واضح رہے کہ یہاں دوبارہ "عائذ" مکرر ذکر نہیں کیا، بلکہ "یعوذ آخر" کہہ کر اشارہ کیا کہ دونوں دعویٰ خلافت میں کافی حد تک مشابہت ہوگی۔

اسی لیے شاید ضمیر فاعل مستتر پر اکتفاء فرمایا اور "بمکۃ" دوسرے جملے میں ذکر نہ کرنے میں اشارہ فرمایا کہ پہلا مدعی مہدویت ہدایتِ ربانی اور توکل علی اللہ کا حامل نہیں ہوگا، بلکہ اسباب اور باقاعدہ مستقل پلاننگ اور لوگوں کو مجبور کرنے کے نتیجے میں خلافت کے دعوی دار کے طور پر ظاہر ہوگا، اسی لیے اس کا مقصود مسجد حرام ہوگا، کعبہ مبارکہ نہیں، جب کہ دوسرا حقیقی مدعی بغیر اسباب محض کعبہ کا قاصد ہوکر لوگوں کے مقرر کرنے سے نہ چاہتے ہوئے بیعت کرے گا۔

فلا تغرونه: اس میں یہ اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لشکر دور کہیں دوسرے مقام سے مقابلے کے لیے بھیجا جائے گا، جیسا کہ بعض روایات میں مشرق اور بعض میں شام کا ذکر ملتا ہے۔

"فان ادرکته فلا تغزونه فانه جیش الخسف": تین ضمائر متصلہ مکرر لاکر جوامع الکلم اور بلاغت کی وجوہ استخدام کی طرف اشارہ ملتا ہے، جب کہ پہلے ضمیر سے مراد وہ زمانہ ہے جس میں بیعت مکمل ہوگی، دوسرے ضمیر سے مراد "مہدی" کے پانے کی طرف اشارہ ہے، جب کہ تیسرے ضمیر میں مہدی کے خلاف لشکر کشی کرنے والے کے انجامِ بد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، یعنی اگر اے مخاطب تم دوسرے بیعت کا زمانہ پاؤ، تو کم از کم اس کے مخالف لشکر میں سے مت شامل ہو۔

اس روایتِ مبارکہ میں نبی کریم ﷺ قربِ ظہورِ مہدی کی ایک بڑی علامت یہ بیان فرمائی، کہ حقیقی مہدی کے ظہور سے کچھ عرصہ پہلے ایک شخص مہدی کے اوصاف سے متصف ظاہر ہوگا، جو فوراً قتل ہوگا، جب کہ ایک مخصوص عرصہ بعد ایک دوسرا شخص ظاہر ہوگا، اگر اس کے خلاف آنے والے لشکر کو زمین دھنس دیا جائے، تو اس کے خلاف ہونے والی کاروائی میں شرکت جائز نہیں، کیونکہ یہ امام مہدیؓ ہوگا۔

اس حدیث مبارک میں حقیقی مہدی اور غیر حقیقی مہدی کی علامات واضح انداز میں بیان کی گئیں جس میں دونوں کے درمیان چند اعتبار سے فرق، جب کہ کچھ وجوہ کی وجہ سے باہمی اتحاد نظر آتا ہے:

مندرجہ بالااحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں حقیقی مہدی اور غیر حقیقی مہدی کے درمیان اتفاقی اور اختلافی امور:

۱۔ مہدی دعوی مہدویت کے بعد جلد از جلد قتل نہیں ہوگا، بلکہ دوسری احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں عیسی علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ میں کافی عرصہ خلافت کر کے فوت ہوں گے۔ لہذا عام لوگوں کو پہلے وہلے میں فی الفور بیعت نہیں کرنی چاہیے، بلکہ احادیثِ مبارکہ میں دی گئی نشانیوں کے بعد اور علمائے ربانیین سے پوچھ پوچھ کر قدم اٹھانا ضروری ہے۔

۲۔ حقیقی مہدی کا زمانہ پانے والوں کے لیے یہی ہدایت ہے کہ ان کے خلاف ہر قسم کی کاروائی سے احتراز کرنا ضروری ہے، جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم کی روایت میں خسف کی باقاعدہ تصریح فرما کر اس کی نشاندہی کی گئی۔

۳۔ جب کہ صحیح مسلم شریف کی اس روایت سے یہی حکم غیر حقیقی مہدی کے بارے میں بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں بھی اس کے قتل میں شرکت سے احتراز لازمی ہے، جو حدیثِ مبارک میں "عائذ" کے صیغہ سے معلوم ہوتا ہے، چونکہ دونوں مہدیوں حقیقی اور غیر حقیقی کے لیے "عائذ" اور "سیعوذ" کا صیغہ یہی بتا رہا ہے کہ دونوں فرار اختیار کرنے والے نہیں اور نہ ہی عام پناہ گزین یا عبادت گزار، عمرہ و حج، طواف وغیرہ کے لیے آئیں گے، بلکہ عالمِ اسلام میں کفر و شرک، ظلم و ناانصافی سے تنگ آکر اخلاصِ نیت سے کسی حقیقی یا غیر حقیقی ظالم سے پناہ لے کر آئیں گے۔

۴۔ جب کہ یہی مادۃ "ع، و، ذ" یہ بھی وضاحت کرتا ہے کہ حقیقی امام مہدیؑ با قاعدہ پہلے سے طے شدہ منصوبہ کے بغیر، غیر مسلح اور نہتے ہو کر اکیلے آئیں گے۔

۵۔ جب کہ غیر حقیقی مہدی بھی انقلابی کاروائی، حکومت پر قبضہ یا انتشار و افتراق یا تکفیری نظریہ وغیرہ صورت حال پیدا کرنے یا ظلم پھیلانے کی غرض سے نہیں آئے گا۔ ایسے ہی دونوں ناحق خون بہانے اور ناانصافی کی غرض سے نہیں آئیں گے، جیسا کہ "مادہ عوذ" سے معلوم ہوا۔

مگر حقیقی اور غیر حقیقی مہدی کے درمیان یہی فرق ہو گا کہ کعبہ مشرفہ میں ملاقات سے پہلے امام مہدیؑ نے با قاعدہ کوئی منصوبہ بندی نہیں کی ہو گی، جب کہ غیر حقیقی مہدی نے با قاعدہ منصوبہ بندی کر کے پہلے سے مسلح جماعت کو تیار رکھا ہو گا جو لوگوں کو زبردستی بیعت پر قائل کرنے کی کوشش کرے گا اور اس کے لیے متعلقہ افرادی قوت، حرم میں اس کام کے لیے اس غیر حقیقی مہدی کے پاس موجود ہو گی۔

جب کہ حقیقی مہدی کے پاس نہ تو بیعت کے وقت حرم میں اسلحہ ہو گا اور نہ کوئی سابقہ منصوبہ بندی، اور نہ ہی کوئی پہلے سے باقاعدہ مقررہ وقت پر معتد بہ تیار جماعت پاس ہو گی۔

۶۔ حکم اور سزا میں پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو چاہیے کہ حقیقی اور غیر حقیقی مہدی کے ظہور کے وقت جلدی طاقت کے استعمال سے گریز کریں، یہی وجہ ہے کہ صحیح مسلم کی روایت میں فی الفور قتل وغیرہ کی سزا دینے والوں کو خصوصی اور عمومی ہلاکت کی سزا کا حکم سنایا ہے۔

۷۔ جب کہ ان متعلقہ احادیثِ مبارکہ میں حکامِ وقت کے لیے یہ واضح پیغام ہے کہ متعلقہ اداروں کی ظاہری کاروائی کے باوجود غیر حقیقی مہدی کے بارے قتل کی سزا کا وبال ملکی صورتِ حال کو خطرے میں ڈالنا ہے، جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں واضح تصریح موجود ہے۔

۸۔ بلکہ غیر حقیقی مہدی کے خلاف دلائل وقرائن سے اگر دعوی خلافِ حقیقت معلوم ہو جائے، تو دوسرے خواب دیکھنے والوں کے لیے نشانِ عبرت بنانے کے لیے باقاعدہ تفتیش کے بعد حبسِ دائم یا دوسری تعزیری سزا مناسب ہو گی، جیسا کہ "فیقتل" کے "فائے تعقیب" کے بعد ہلاکت کی سزا کا ورود معلوم ہوتا ہے۔

۹۔ حقیقی مہدی کی طرح غیر حقیقی مہدی بھی صرف مکہ مکرمہ میں کعبہ کے پاس دعویٔ مہدویت لے کر آئے گا، لہذا یہ معلوم ہو گیا، کہ روئے زمین پر صرف مکہ مکرمہ اور وہاں بھی صرف کعبہ میں آنے والے شخص کے بارے میں علمائے کرام کو سوچنا چاہیے، ان کے علاوہ دیگر مدعی مہدویتِ معہودی کا اعتبار ہر گز نہیں ہو گا۔

۱۰۔ مزید برآں علمائے کرام کی یہ ذمہ داری بھی معلوم ہوتی ہے کہ وقتی حالات کے تناظر میں وقتاً فوقتاً عوام کو ظہورِ مہدی کے بارے میں خبر دار کر کے مطلع کرنا ضروری ہے، تاکہ ہر دعویٰ کرنے والے کے پیچھے لوگوں کی جماعت جمع نہ ہو۔

۱۱۔ اسی طرح یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ عوام کو بھی ہر مخلص، حالات سے دلبر داشتہ متبعِ شریعت بظاہر سید کے پیچھے چلنا درست نہیں، جب تک علمائے کرام کی صحبت میں بیٹھ کر معاصر فرقوں اور نئے رونما ہونے والے فتنوں کے بارے میں مکمل رہنمائی حاصل نہ ہوئی ہو۔

۱۲۔ مگر رہنمائی میسر نہ ہونے کی صورت میں یہ دنیا[1] میں عذر معتبر نہیں کہ ہمیں حقیقتِ حال معلوم نہیں تھی بلکہ کم از کم یہ جان لینا تو لازمی ہے کہ دعویٔ مہدویت کی آواز حرم سے آنے پر اس کے خلاف نہ ہونا ہی حق میں شامل ہونے کی واضح دلیل ہو گی ۔ان شاءاللہ۔ اگرچہ افضل یہ ہے کہ علمائے کرا م سے معاصر حالات کے بارے میں پوچھنے اور حق راہ کی تلاش و جستجو بھی ہر شخص کی ذاتی ذمہ داری میں سے ہے۔

۱۳۔ حدیث مبارک میں "عائذ" سے معلوم ہوتا ہے کہ علمائے کرام کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو عقیدہ ظہورِ مہدی احادیث مبارکہ کے معاصر تطبیق کی روشنی میں اپنی بساط کے مطابق سمجھایا کریں تاکہ ہر اٹھنے والی آواز کی پیروی نہ کی جائے۔

[1] "دنیا" کی قید اس وجہ سے لگائی کہ صحیح بخاری اور مسلم کی روایت میں مہدیؓ کے مخالفین کے دھنسنے والوں میں میدانِ حشر میں اٹھنا نیتوں پر موقوف ہونے کا تذکرہ موجود ہے۔

۱۴۔ مزید یہ بھی معلوم ہوا کہ حکامِ وقت کو سیاسی معاملات کے ساتھ دینی مسائل بالخصوص معاصر حالات کے بارے میں علمائے حقہ سے وقتاً فوقتاً رہنمائی طلب کرنا ضروری ہے اور ظہور کے وقت اتباعِ مہدیؑ میں نجات کا عقیدہ بھی رکھنا لازمی ہے۔

۱۵۔ مذکورہ بالا روایت "ثم یمکث" لفظ "ثم" کی تراخی سے معلوم ہوا کہ حقیقی اور غیر حقیقی مہدی کے درمیان کا دورانیہ تکوینی طور پر مہلت دینے سے علمائے کرام، حکامِ وقت اور عوام الناس سب کے سب متفقہ طور پر حالات کی درستگی اور صحیح صورت حال کے بارے میں احادیث کا مطالعہ کریں۔

۱۶۔ جب کہ "یمکث الناس" کے جملے سے ظہورِ مہدی کے لیے آرزوئیں باندھ کر کسی شئ مرغوب کے انتظار کی طرح مناسب وقت اور حالات کے نشیب و فراز کا ادراک بھی اہم اور بنیادی عنصر معلوم ہوتا ہے۔

امحرم ۱۴۰۰ ہجری بمطابق نومبر ۱۹۷۹ کا واقعہ حرم اور مذکورہ بالا حدیث:

سعودی عرب کے شہر میں دعوت کے شعبہ سے متعلق "جہیمان العتیبی" ۱۶ ستمبر ۱۹۳۶ء/۱۳۵۵ھ کو سعودی عرب کے ساجر شہر میں پیدا ہوا، ابتدائی تعلیم جامعہ ام القری مکہ مکرمہ میں حاصل کی اور ۱۸ ماہ تک "الحرس الوطنی السعودی" میں بطورِ ملازم کام کیا۔ اس کے بعد مدینہ منورہ جا کر شیخ عبدالعزیز بن باز کے ایک شاگرد محمد بن عبداللہ القحطانی کی بہن سے شادی کی۔

جہیمان العتیبی سعودی کے رضاکار خدام میں بطورِ "داعی" خدمات دیتا رہتا ہے، تاہم اپنے بعض متشدد نظریات کی وجہ سے پہلے سے حکومت کی نظروں میں مشکوک تھا۔ دعوت کے رضاکاروں میں شرکت کی وجہ سے مختلف مواقع میں کتابوں کی نشر واشاعت کر کے حجاج اور عام لوگوں میں تقسیم کرتا تھا۔

جہیمان کی شیخ عبداللہ بن باز اور دیگر اہلِ علم کے ساتھ خاصی عقیدت تھی، یہاں تک کہ جو کتاب چھاپتا تھا، تو پہلے شیخ عبداللہ بن باز کو سناتا تھا، اگر وہ اجازت دیتے، تو اس کے بعد طباعت کرتا۔

تاہم حکومت وقت کے بارے میں اس کا نظریہ اس وقت کے دیگر سعودی مخالفین کیطرح نہیں تھا، لیکن غلو فی الدین اور مزاج میں تشدد کی وجہ سے اپنی طرح چند لوگوں کو اپنا ہم خیال بنانے میں کامیاب ہوا تھا، تاہم مختلف رسائل اور جرائد میں اکثر اہل علم اور صحافیوں کا یہی خیال ہے کہ جہیمان مخلص اور جلد باز مسلمان تھا۔

ہر صدی میں ایک مجدد ہونے کا نظریہ رکھتے ہوئے جہیمان نے بھی یہی خیال دل میں بسایا کہ اس صدی کا عظیم کام یعنی خلافت اور نزول مہدی کا کارنامہ میرے ہی نام ہو۔ مختلف تحریرات سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ باقاعدہ عالم اور دینی تفقہ نہ ہونے کی وجہ سے اس کا نظریہ یہ تھا کہ ظہورِ مہدی میں اسباب کا عمل دخل زیادہ ہے، اس لیے اسباب کی تیاری میں اسلحہ اور سادہ سی خوراک جمع کر کے ظہورِ مہدی کے لیے اپنے سالے محمد بن عبداللہ القحطانی کو منتخب کیا، اس کے بارے میں لوگوں کے خوابوں اور

دیگر مبشرات، اخلاق، سیرت اور دیگر خوبیوں کی وجہ سے جہیمان کے ماننے والوں کا اس کے بارے میں مہدی کا نظریہ راسخ ہو گیا تھا۔[1]

احادیثِ نبویہ میں عمق نہ ہونے، مہدی کے بارے میں تحقیق نہ کرنے اور صرف اپنے مطالعہ پر اعتماد کر کے علمائے کرام سے مشورہ نہ ہونے کے باعث جہاں ایک طرف حرم شریف میں خونریزی کی فضا پیدا کر کے ہتکِ حرم کا واقعہ پیش آیا، وہیں اپنے ساتھ دوسروں کو بھی گمراہ کر کے حرم شریف میں عین نماز کے وقت اتنا انتشار پھیلا دیا، جو عالمِ اسلام کا ایک بڑا واقعہ بن کر سامنے آیا۔

اس صورت حال میں اگر ہم اس حدیث پر نظر دوڑائیں کہ **"ایک آدمی کی بیعت کی جائے گی، اس دوران بیت اللہ کی ہتکِ عزت اپنے ہی لوگوں سے سرزد ہو جائے گی، کوئی اس کی بے حرمتی نہیں کرے گا، اس کے بعد عربوں کی جلد ہلاکت کے بارے میں سوال نہ کرنا"** اس حدیث کے تناظر میں اگر اس واقعے کو دیکھا جائے اور تاریخ اسلامی کا مطالعہ کیا جائے، تو بیت اللہ کی ہتک کا ارتکاب پہلی بار حجاج بن یوسف نے اس وقت کیا، جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے خلاف لشکر کشی کر کے انہیں حرم میں پناہ لینی پڑی اور وہاں پر بھی انہیں پناہ نہ دی گئی، بلکہ سولی پر لٹکایا گیا، اس میں بھی اپنے ہی مسلمان حاکموں نے حکومت لینے کی خاطر بیت اللہ پر چڑھائی کر کے بیت اللہ کی بے حرمتی کر ڈالی۔

[1] دیکھئے: ویکی پیڈیا، واقعہ جہیمان۔ اور المعرفہ ڈاٹ کام۔

اور شاید یہ یکم محرم ۱۴۰۰ ہجری میں جہیمان کے واقعہ میں بیت اللہ کی ہتک اپنے ہی ملک کے حاکموں نے علمائے وقت کے فتوؤں کی روشنی میں کر ڈالی۔